نگاہِ مومن میں جہاد اور شہادت کا مقام

خدا کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کیجئے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کے ارشادات

(خطبۂ جمعہ ۱۳ر جمادی الاول ۸۵ھ)

مرتبہ ادارہ الحق

خطبۂ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا :—

محترم بھائیو ! دو سو برس بعد مسلمانانِ پاکستان کو خدا نے موقع دیا ہے۔ کہ اللہ کے دین کی بلندی کے لئے علمِ جہاد بلند کریں۔ اس وقت ہمارے مسلمان بھائی محاذوں پہ کفر سے برسرِ پیکار ہیں۔ اور پوری ملت مسلمہ پاکستانیہ جہاد کو متوجہ ہے۔ گو انگریزوں سے بھی طویل عرصہ تک مسلمانوں نے جنگ آزادی لڑی اور جہاد کیا مگر وہ عدم تشدد کی لڑائی تھی۔ تلوار اور بندوق سے باطل سے ٹکر لینے کا موقعہ خدا نے اب عطا فرمایا ہے۔ اس نعمت عظمٰی کا موقع میسّر ہونے اور توفیق جہاد پہ ہمیں خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہئیے۔

مسلمان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی، عزت اور وجاہت جہاد ہی میں ہے جنت تک پہنچنے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین اور آسان طریقہ جہاد ہی ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں شہید کا مقام

شہید کو موت آتے ہی ابدی آرام، سرخروئی اور بارگاہِ خداوندی میں قرب عطا فرمایا جاتا ہے۔ عام مومنین کے ارواح بعد از موت علیین پہنچا دئے جاتے ہیں۔ علیین کی مثال اس مسجد کی طرح ہے کہ پاور ہاؤس سے یہاں بجلی پہنچ رہی ہے۔ پنکھے اور بجلی چلتی ہے۔ اور اس ربط و تعلق کی وجہ سے ہمیں آرام و راحت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے۔ کہ مسلمان کیلئے قبر اور برزخ یا علیین ہی میں جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ فیاتیھا من روحھا وریحھا۔

اور وہاں کے برکات و ثمرات اور جنت کی کیفیات اسے پہنچنے لگتی ہیں۔ اس کے بعد روزِ قیامت میں حساب وکتاب وغیرہ کے بعد جنت میں باقاعدہ داخلہ نصیب ہوتا ہے۔ مگر خدا کی راہ میں شہید ہونے کے بعد فوراً جنت پہنچ جاتا ہے۔ جنت کی حور اور فرشتے اس کے اعزاز واکرام کے لئے ایستادہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے ارواح عرش سے لٹکے ہوئے قنادیل میں پہنچا دئے جاتے ہیں۔ اور سبز پرندوں کی پوٹلیوں میں بیٹھ کر جنت کی سیر کرتے ہیں۔ عام مومنین کے لئے بوقت نزع جو شدائد اور تکالیف احادیث میں وارد ہیں شہید کی روح اُس سے بھی محفوظ رہتی ہے، اور اس کو قبض روح کے وقت صرف کقرص النملۃ (چیونٹی کے کاٹنے) کی تکلیف ہوتی ہے اور خوشی خوشی اس کی روح بدن سے جدا ہوجاتی ہے۔ تو اس سے بڑھ کر خوش قسمتی اور سعادت ایک مومن کے لئے کیا ہوگی کہ ابدی زندگی کی سرخروئی اسے نصیب ہو۔ موت تو لازمی ہے۔ اگر گناہوں سے بھری ہوئی زندگی کے ساتھ ہم اللہ کے سامنے پیش ہوں تو کتنی بڑی شرمندگی اور ندامت ہوگی۔ کہ خدائے ذوالجلال نے ماں، باپ۔ مالک و آقا ہر ایک سے بہتر ہماری پرورش کی۔ اس کے انعامات کی نظیر نہیں۔ جان اور جسم اس نے دیا۔ دولت وعزت۔ جاہ ومال سب کچھ اس نے دیا اور فرمایا کہ چند روزہ زندگی کو آخرت کا ذریعہ بناؤ۔ کچھ کماؤ۔ مگر ہم نے اللہ کی سب نعمتیں اس کی نافرمانی میں خرچ کیں ساری قوتیں ظلم و معصیت اور خدا سے بغاوت میں لگائیں۔ اب جب اللہ کے سامنے پیش ہوگے تو کتنی ندامت اٹھانی پڑے گی۔ جب کہ اس کا ارشاد ہوگا کہ اے غلام میں نے تجھے کس کس طرح نوازا اور تو نے کیا کیا؟ ایسے موقع پر دنیا کی کسی عدالت میں حاضری اور پیشی کے ڈر سے تو ہماری جان نکلتی ہے اور بہت سے لوگ خودکشی کر دیتے ہیں۔ کہ بوجہ ندامت اپنے کو پیشی کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر وہاں خدائے احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہونے سے تو ہمیں موت بھی نہیں بچا سکتی۔ اگر کوئی بچ سکتا تو بڑے بڑے سائنسدان، بادشاہ اور حکمران بچ جاتے۔

اب جو بندہ اللہ کی راہ میں باوجود گنہگار ہونے کے اپنی جان قربان کر دے تو سخی اور کریم آقا اس کو ضرور بخش دے گا۔ اگر اس نے ناسمجھی سے مال و دولت اور زندگی گناہوں میں لگائی ہو۔ لیکن جب روح جیسی متاعِ عزیز اس کی بارگاہ میں قربان کر دی تو اس کی ساری خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ تو شہادت ایک مومن کے لئے کتنا بڑا ذریعہ نجات ہے۔ اور سعادت وخوش بختی کا مقام ہے۔ یہ جان کو تباہ کرنا نہیں بلکہ گناہوں سے بخشش کا ایک عظیم

ذریعہ ہے۔ حضور اقدسؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد میں شرکت کی خواہش ظاہر کی حضورؐ نے فرمایا کہ تم کافر ہو شریک نہیں ہو سکتے۔ وہ بخوشی مسلمان ہوا اور پوچھا کہ اب اگر میں جہاد میں شہید ہو جاؤں تو میری بخشش ہو جائے گی حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ تو ہاتھ سے کھجور کا گچھا پھینکا اور جہاد میں شریک ہو کر شہید ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اسے شہید کا درجہ ملا اور اس کی مغفرت ہو گئی۔ گو اس نے تمام عمر کوئی نیکی نہیں کی مگر ایک شہادت ہی سے آخرت کی کامیابی حاصل کی ۔۔

جہاد ہماری دنیاوی مشکلات کا حل ہے

محترم بھائیو! جو قوم بھی جذبۂ جہاد سے محروم ہو تو تھوڑے عرصہ بعد اس کی حالت بدل جاتی ہے۔ معاشی مسائل بھی مسلمانوں کے حل ہو جاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا رزق تلوار اور نیزے کے سایہ میں ہے۔ یعنی مسلمان اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی خاطر جہاد کرے گا۔ اور دنیا کی مال و دولت تخت و تاج ان کے قدموں میں ہو گی۔ صحابہ کرامؓ نے حق کی خاطر پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد کیا۔ بدن ڈھانپنے کے لئے ان کے پاس کپڑے نہیں تھے۔ مگر قانونِ جہاد پر عمل کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد حالت یہ ہوئی کہ ایک، مجاہد یعنی حضرت زبیرؓ کا ترکہ پچاس کروڑ روپے سے زائد رہا۔ مدینہ منورہ میں ان کی زمین (غابہ) کا ایک ایک حصہ ایک ایک لاکھ روپے میں فروخت ہوا۔ جہاد کی بدولت اندلس، شام، عراق، کابل و خراسان تک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ آج معاشی مسائل کا حل خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ میں ڈھونڈا جا رہا ہے۔ ناسمجھی کی وجہ سے اس غلطی کا ارتکاب کیا جا رہا ہے، ورنہ واللہ العظیم ان طریقوں سے معاشی مسائل کبھی حل نہیں ہو سکتے۔ ایک مجاہد امت کے لئے جہاد ہی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ اور تمام مالی مشکلات کا حل ہے۔

مدتوں بعد خدا نے آج یہاں مسلمان قوم کا رُخ سیدھے راہ پر لگا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت اور حوصلہ دے۔ الحمدللہ کہ عام مسلمانوں کے حوصلے بلند ہیں۔ اور ہر خاص و عام سر بکف جذبۂ شہادت سے سرشار اور شہادت کا متمنی ہے۔ اللہ کے ہاں ہمارے اسی جذبہ اور نیت و اخلاص کی قدر ہے۔ ورنہ درحقیقت آج صرف اور صرف امدادِ خداوندی کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی لاج بلند رکھتے ہیں۔ ورنہ ہندو کی تعداد اور طاقت و قوت کئی گنا ہم سے زیادہ ہے۔ مگر ہر صبح و شام مسلمان کامیاب ہو رہے ہیں

ہیں، یہ محض اللہ کی نصرت ہے۔

ہمیں اس مقدس جذبہ کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس کی پرورش کرنی ہے۔ اور آئندہ کے لئے ہمیں مستعد رہنا ہے۔ اور یہ عزم ہونا چاہئے کہ انشاء اللہ اسلام کا جھنڈا کفرستان ہند پر لگا کر ہی دم لیں گے۔ خدا نے پاکستان کی شکل میں جہاد کا ایک مرکز ہمیں دیا ہے۔ یہ ہمارے لئے جہاد کی چھاؤنی ہے۔ اور ہمیں یہاں جہاد کی تربیت و ٹریننگ کر کے ساری دنیا و ہند، کفر و ظلمت کو اسلام کی روشنی سے منور کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیۃ یعنی تم خیر امت ہو سارے لوگوں کی ہدایت کے لئے تمہیں بھیجا گیا ہے۔ تو افریقہ و امریکہ چین و جاپان اور بھارت سب للناس میں داخل ہیں۔ اور تمام ممالک میں اعلاء کلمۃ اللہ کی جدوجہد کرنا ہے۔

جہاد بالمال اور دُعا کی ضرورت ——— مجاہدین کیساتھ ہمیں جانی تعاون کے علاوہ مالی امداد کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کوئی مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر سکے تو جان کی قربانی کسطرح دیگا۔ جو لوگ مال و دولت سے مدد کریں وہ بھی جہاد میں شریک ہیں۔ اسی طرح مجاہدین کی فتح اور اسلام کے غلبہ کے لئے ہر وقت دعائیں بھی جاری رکھیں جو کامیابی کا بڑا روحانی ذریعہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نمازوں کے وقت کے بعد دشمن پر حملہ کرتے تاکہ نماز کے بعد مسلمانوں کی دعائیں مجاہدوں کے ساتھ شامل ہوں اور خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے اس کے علاوہ اپنے تمام اعمال کو اللہ کی تابعداری اور سنت کے مطابق بنادیں اور غیر اسلامی افعال۔ اختلاط مرد و زن۔ سود۔ جوا۔ فحاشی اور بے حیائی کو یکسر بند کر دیں۔ اگر کوئی مسلمان اس وقت دین پر عمل شروع نہ کرے تو اور کب عمل کریگا۔ ایسے اوقات میں لازمی ہے کہ اللہ کو یاد کریں۔ حسد و بغض باہمی عناد و نفاق ترک کر دیں تب ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ ہمارے اکابر و اساتذہ جو اولیاء تھے۔ انہوں نے پیشینگوئی کی تھی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلت کے بعد عزت اور کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اسلام کا جھنڈا یہاں بلند ہو کر رہے گا۔

جہاد کی حقیقت ہمارا مقصد صرف مسلمانوں کو مظلومیت سے نجات دلانا اور حق کا بول بالا کرنا ہے۔ مسلمانوں کے جہاد کا مقصد نہ ملک گیری ہے اور نہ دوسروں کے اموال و ممالک پر قبضہ کرنا، بلکہ صرف اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہے۔ لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا ——— جہاد کی مثال اپریشن اور مجاہد کی مثال ڈاکٹر کی مانند ہے۔ کہ

(باقی صفحہ ۳۹ پر)